پاکستان کا استحکام سیرت نبوی ﷺ کی پیروی کے ذریعہ ہی ممکن ہے

مولانا نادر عالم

ریاض سعودی عرب

آج وطن عزیز انگنت مسائل سے دوچار اور بے شمار مصائب و مشکلات کا شکار ہے، داخلی معاملات ہوں یا خارجی مسائل، اسے ہر سمت نئے نئے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ امن وامان اور ملکی استحکام بھی مختلف حوالوں سے ہم سے فوری غور وفکر اور مثبت وتعمیری اقدامات متقاضی ہیں۔

آج جبکہ سائنسی ترقی اور تیز ترین نظام ہائے مواصلات کی بناء پر پوری دنیا سمٹ چکی ہے اور مسابقت کی دوڑ میں ہر ایک آگے نکلنے کا خواہش مند ہے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ دنیائے عالم کی تیزی سے بدلتی ہوئی صورت حال کا فوری ادراک کرتے ہوئے ملکی ضروریات اور حالات کو مدنظر رکھ کر اپنے مقام کا خود تعین کیا جائے اور اپنی تمام داخلی وخارجی پالیسیوں کا ازسرنو جائزہ لے کر انہیں اپنے لئے مفید اور بہتر بنایا جائے۔ اس کے لئے ہم سب پر لازم ہے کہ اپنی اپنی اپنی استطاعت اور توفیق ربانی کے مطابق سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی حاصل کریں اور آئندہ کا لائحہ عمل ترتیب دیں کیونکہ یہی وہ واحد راستہ ہے جو ہر قسم کے خطرات سے محفوظ اور ہر طرح کی رکاوٹوں سے مامون ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وان تطیعوہ تھتدوا (۱) اور اگر تم آپ ﷺ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاجاؤ گے۔

استحکام کا مفہوم: استحکام عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی مضبوط ومحکم ہونے کے ہیں، کہا جاتا ہے

احکمت الشی فاستحکم (۲) ایک چیز محکم ہوئی پس مستحکم ہوگئی۔

استحکام سلطنت ومملکت سے مراد، ریاست میں قائم حکومت کا مضبوط ہونا، امن وامان اور قانون کی حکمرانی کے اعتبار سے صورت حال کا قابل اطمینان اور وہاں کے حکمرانوں پر عوام کا اعتماد ہوتا ہے۔ یعنی حکومت اور ریاست کو تمام خطرات سے امان واطمینان حاصل ہوتا کہ وہ اپنے

مقاصد اصلیہ کی جانب پیش قدمی کر سکے اور اس کی تمام تر صلاحیتیں تعمیری اقدامات میں صرف ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کا مقصد الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

خلقت الجن والانس الا لیعبدون (۳)

میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس آیت میں الالیعبدون کے الفاظ سے یہ بات موکد فرما دی کہ تخلیق انس وجن کا صرف ایک مقصد ہے: عبادت۔

انسانیت کی تخلیق میں خود انسان کا اپنا مفاد مضمر ہے اور اس سارے عالم کے بنانے میں بھی خود انسان ہی کا فائدہ ملحوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

واللہ یدعوا الی الجنۃ والمغفرۃ باذنہ (۴)

اور اللہ تعالیٰ تعالیٰ تمہیں اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتے ہیں۔

یعنی انسان کو اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عبادت کے لئے پیدا کیا ہے مگر اس میں خود انسان کا فائدہ پوشیدہ ہے کیونکہ اس کے ثمرات سے وہ خود براہ راست مستفید ہوگا۔

کلمہ مبارکہ کی عجیب شان ہے، اس کے پہلے حصے میں توحید کا ذکر لا الہ الا اللہ اور دوسرے متصل حصے میں اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بیان ہے۔ لا الہ الا اللہ میں بھی بارہ ۱۲ حروف مقدسہ ہیں اور محمد رسول اللہ (ﷺ) میں بھی بارہ ۱۲ نورانی حروف ہیں۔

پاکستان اسی کلمہ توحید کے نام پر حاصل کیا گیا۔ یہ ناممکن ہے کہ ہم کلمہ طیبہ کے حصہ اول ''توحید'' کو تو حرز جاں بنالیں، حصہ دوم ''رسالت'' سے اغماز برتیں۔ کلمہ طیبہ کو مکمل سمجھے بغیر اور اس کے تقاضوں کو پورا کئے بغیر ہم ایک مضبوط پائیدار مثالی قابل ستائش عالم اسلام کے لئے بالخصوص اور ساری دنیا کے لئے بالعموم ایک قابل تقلید ملک نہیں بنا سکتے۔

پاکستانی قومیت کی بنیاد اسلامی نظریات پر استوار کی گئی ہے۔ اسی نظام وعقائد کی بنیاد

پر ہماری قومیت کی لازوال و بے مثال تعمیر عمل میں آ سکتی ہے۔ایک متحد اور مضبوط پاکستانی قوم بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے سیاسی اقتصادی معاشی، معاشرتی اور ثقافتی مسائل کا حل انہی اسلامی عقائد اور نظریات کی روشنی میں تلاش کریں۔ اسلامی نظام فکر وعمل ایک جامع اور متوازن نظام ہے۔ ہمارے روزمرہ کے مسائل، زندگی کا صحیح اور عقلی حل ان اسلامی عقائد کی بنیاد پر ہے جو عقل سلیم فطرت انصاف اور اعتدال پر مبنی ہے۔حضور اکرم ﷺ کے معمولات اور تجربات زندگی ہمارے لئے اسوۂ حسنہ کی صورت میں مشعل راہ ہیں۔

سیرت نبوی ﷺ اور استحکام پاکستان: دنیا کے تمام اہل اسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی اور رسول مانتے ہیں۔قرآن کریم نے متعدد مقامات پر آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی خبر دی ہے۔سورۃ الاحزاب پارہ ۲۱ کی آیت نمبر ۲۱ میں آپ ﷺ کو واضح طور پر ''خاتم النبین'' قرار دیا۔گویا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے نہ آئے گا،لیکن کار نبوت انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا اور ہر زمانے کے تمام انسان آپ ﷺ کی شریعت،طریقت، ہدایات،احکامات اور آپ ﷺ کی سیرت پاک سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ

تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

غور کریں یہ الہامی الفاظ زریں کسی خاص انسان، گروہ، جماعت،فرقہ،مسلک،وقت یا زمانے کے لئے نہیں بلکہ یہ ہدایت تا قیامت ہر زمانے، ہر انسان کے لئے ہیں۔تاریخ گواہ ہے کہ اس کائنات ارضی میں صرف اور صرف ایک ذاتِ محمد ﷺ ہے کہ ان کی حیات طیبہ وطاہرہ کا ہر ہر نورانی گوشہ روزِ روشن کی طرح صفحات تاریخ میں مع مکمل متن اور حوالہ جات کے محفوظ ہے۔ ہر شعبہ حیات میں آپ کی سیرۃ مبارکہ سے مکمل اور مصدق رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔سفر ہو یا حضر، محفل ہو یا تنہائی،غربت ہو یا امارت، جنگ ہو یا امن،غلامی ہو یا آزادی، فاتح ہو یا مفتوح، استاذ ہو یا شاگرد، اولاد ہو یا والدین، مجرد ہو یا متاہل، تاجر ہو یا سپاہی، لڑکپن ہو، جوانی یا بڑھاپا،

شہر ہو، صوبہ، ملک یا پوری دنیا، زندگی ہو، عالم، برزخ یا یومِ حشر غرض کہ ہر زاویے کو مستقیم رکھنے کے لئے ہر صاحب عقل وشعور اور ذی علم آپ کی سیرت سے مستفید ہو سکتا ہے یہی نہیں بلکہ حضور اکرم ﷺ کی ازدواجِ مطہرات اور قابل صد احترام صاحبزادیوں اور دیگر صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے توسط سے امت مسلمہ کی ہر عمر کی لڑکیاں اور خواتین بھی اسوۂ رسول اکرم ﷺ سے کماحقہ استفادہ حاصل کر سکتی ہیں۔

وطن عزیز پاکستان میں ایک مثالی اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان کے تمام شہری انفرادی و اجتماعی طور پر وہ سنہری اصول اپنائیں جو سراسر سیرت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہوں۔ نبی آخرالزماں ﷺ کی سیرۃ مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کی حرارتِ ایمانی سے ہی شرک سے نفرت، توحید سے عشق، کفر سے دوری، اسلام سے محبت، خواہشات کی غلامی سے نجات، راہِ حق میں سب کچھ دے دینے کی ہمت پیدا ہوتی ہے، ذاتِ باری تعالیٰ کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ عظمت رسولِ اکرم ﷺ کا احساس جزوِ روح بنتا ہے، دین وایمان کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، حقوق اللہ، حقوق العباد، اطاعتِ والدین، حقوقِ ہمسائے، صلہ رحمی کے ساتھ ساتھ ماحول، معاشرے اور ریاست کے عناصر وحقوق اور بحیثیت شہری اپنی ذمہ داریاں اور فرائض معلوم ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی رسالت کا مقصد دنیا میں حریت، اخوت اور مساوات قائم کرنا تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات حکیمانہ سے وہ انقلاب برپا ہوا جس سے ظلم واستبداد جڑ سے اکھڑ گئے غلام وآقا کا امتیاز نہ رہا۔ آپ کی زندگی ایک معجزہ، ملت اسلامیہ کے لئے اسوۂ حسنہ اور بنی نوع انسان کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ ایمانِ کامل، حوصلہ، تدبر، اخلاقی اور روحانی عظمت آپ کی سیرت کے وہ درخشاں پہلو ہیں جن کی اتباع ہمارے لئے قومی اور مذہبی شعار کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی پیروی کے بغیر دینی اور دنیاوی عظمت ورفعت، عروجِ مقام ومرتبہ اور حقیقی عزت حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہمیں قول وفعل گفتار و کردار میں انفرادی واجتماعی طور پر آپ ﷺ کا ایمانِ کامل، تدبر، حلم، حوصلہ، استقلال، جدوجہد

اور انصاف پسندی کو اپنانا چاہئے۔

عدل و انصاف: ''عدل'' اور ''انصاف'' مترادف الفاظ ہیں۔ عدل کے معنی حق دار کو اس کا حق دیدینا، اس کے حق میں کمی نہ کرنا اور اپنے حق سے زائد نہ لینا۔ جب دوسرے کے حق میں کمی کی جاتی ہے کسی کی حق تلفی کی جاتی ہے، اپنے حق سے بڑھ کر حاصل کیا جاتا ہے یا حق نہ ہوتے ہوئے زبردستی کوئی چیز حاصل کی جائے تو یہی عدل ظلم میں بدل جاتا ہے۔

ہم ہر نماز جمعہ سے قبل خطبے میں یہ قرآنی والہامی الفاظ سنتے ہیں:

ان اللّٰہ یا مرو بالعدل و الاحسان

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے: مثلاً

یا ایھا الذین آمنوا اتقو اللّٰہ حق تقتہٖ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقو اللّٰہ ولتنظر نفس ماقدمت لغد واتقوا اللّٰہ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ آگے بھیجتے ہو اسے دیکھتے رہو اور اللہ سے ڈرو۔

روزہ رکھنے اور اس کے تقاضے پورے کرنے کا مقصد اور غرض وغایت بھی لعلکم تتقون ہی قرار پایا۔ تقویٰ اپنانے کا ایک آسان راستہ Short Cut قیام عدل فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ - عدل کرو کہ یہ تقویٰ کے قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں کو احسان کرنے والوں کو، مصائب پر صبر کرنے والوں کے علاوہ صاحبان انصاف کو بھی اپنا محبوب بندہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

ان اللّٰہ یحب المقسطین

بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس کی مزید تشریح میں حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

احب الناس الی اللّٰہ نهم القیامة و ادناهم منه مجلسا امام عادل۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا سب سے محبوب اور اس کے قریب بیٹھنے والا امام عادل ہوگا۔

جبکہ ابن عمرو بن العاصؓ نے اس کی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حبیب آمنہ کے لال، مدینے کے تاجدار، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ مبارک نقل کیا ہے:

ان المقسطین عند اللّٰہ علٰی منا بر نور عن یمین الرحمٰن

عدل کرنے والے اللہ کی دائیں جانب نورانی منبروں پر بیٹھیں گے۔

دنیا کے تمام علماء و ماہرین ادیان اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی بھی معاشرہ قیامِ عدل کے بغیر نا صرف نامکمل و ناکارہ و ناپائیدار ہے بلکہ اس میں ہونے والی تمام برائیوں اور خامیوں کی بنیاد یہی ناانصافی، اقرباء پروری اور ناجائز جانبداری ہے۔ اس ضمن میں سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نصیحت آموز فرمانِ مقدس ذہن نشین ہونا چاہیے:

اس امت میں کوئی برکت نہیں ہو سکتی جس میں عادلانہ فیصلے نہ ہوتے ہوں، اور جس میں کوئی کمزور کوسی پریشانی کے بغیر اپنا حق زبردست سے وصول نہ کر لے۔

اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ساری زندگی مختلف جماعتوں، گروہوں، قبیلوں اور افراد کے درمیان ہمیشہ عدل کا مظاہرہ کیا۔

اسلام کی دعوت کا اصل مقصد بھی ایمان و عقائد اور حقوق و فرائض ہیں اور قیامِ سلطنت اس کے لئے ایک ذریعہ کا حکم رکھتا ہے تاکہ اہل ایمان اپنے فرائض منصبی اور احکام الٰہیہ کی بجا آوری بہ اطمینانِ قلب و سکون کر سکیں۔ اگر معاشرہ اپنے خالق کے احکامات سے غافل ہو اور

اس کے عائد کردہ فرائض سے اعراض کر رہا ہو، جہاں نیک کام بے حیثیت ہوں اور برائیوں سے ٹوکنے والا کوئی نہ ہو۔ ہر شخص کے سامنے ذاتی مفادات ہوں، اجتماعی مسائل اور ملکی وقومی مفادات پس پشت ڈال دیئے جائیں اور مستحقین کی دادرسی کرنے والا کوئی نہ ہو تو ایسی صورت میں استحکام کا خیال، خواب دیکھنے سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا، پھر چونکہ اقامت دین اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انحصار اسلامی ریاست کے مستحکم و پائیدار ہونے پر ہے اس لئے استحکام کسی بھی اسلامی ریاست کے لئے بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

استحکام کے لئے سیرتِ طیبہ ﷺ کے رہنمال اصول: اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشادفرماتے ہیں:

لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الاخرو ذكر الله كثيراO (۵)

(اے مومنو!) بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے، جو اللہ سے ملنے اور یوم آخرت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

هذه الاية الكريمة اصل كبير فى الناسى برسول الله صلى الله عليه وسلم فى اقواله و افعاله واحواله-(۶)

یہ آیت کریمہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال، افعال و احوال کی اقتداء و پیروی نہایت ضروری ہے۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدى و يتبع غيرسبيل المومنين نوله ماتولى ونصله جهنم ط وسأت

مصیرا -(۷)

اور جو کوئی ہدایت ظاہر ہونے کے بعد بھی رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے گا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے گا تو ہم بھی اس کو اسی راستے پر چلائیں گے اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

لہٰذا اگر ہمیں ملکی استحکام کے لئے اپنا لائحہ عمل وضع کرنا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے اپنی وابستگی کو مضبوط کرنا ہوگا اور آپ ﷺ کی تعلیمات وفرمودات پر سنجیدگی اور پوری وفاداری وخلوص کے ساتھ عمل پیرا ہونا ہوگا۔ یہی وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر ہم فلاح وکامرانی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

اسلام کا نظام حکومت: آج کل دنیا میں جتنے بھی نظام ہائے حکومت رائج ہیں، اسلام کا نظام حکومت ان تمام سے یکسر مختلف ہے۔ اسلام کا پیش کردہ تصور حکمرانی، دین ودنیا میں تفریق نہیں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ اس کے نزدیک دین ودنیا، سیاست وحکومت اور عبادت ومعاملات میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں، دونوں چیزیں باہم یوں متصل ہیں کہ انہیں جدا کرنا ممکن نہیں۔

اسلام کی یہی شان قرآن کریم میں بطور دعا یوں ذکر ہوئی:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الأخرة حسنة وقنا عذاب النار O (۸)

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

اسلام دین ودنیا جنت ارضی اور جنت سماوی بادشاہی اور زمین کی خلافت دونوں کی دعوت لے کر اوّل روز سے ہی پیدا ہوا، اس کے نزدیک عیسائیوں کے خدا وقیصر دو نہیں ہیں، ایک ہی شہنشاہ علی الاطلاق ہے۔

جس کی حدود میں نہ کوئی قیصر ہے اور نہ کوئی کسریٰ ہے۔ اسی کا حکم عرش سے فرش تک اور آسمان سے زمین تک جاری ہے، وہی آسمان پر حکمراں ہے اور وہی زمین پر فرماں روا ہے۔(۹)

جبکہ دنیا کے دیگر تمام نظام ہائے حکومت، خواہ انکا تعلق کسی بھی نظریئے سے ہو اور وہ کسی بھی جغرافیائی حیثیت کے حامل ہوں، ان کی دیگر انگنت خرابیوں کو نظرانداز کر بھی دیا جائے تب بھی ان کی یہ خرابی مسلم ہے کہ ان کا تعلق زندگی کے صرف ایک پہلو سے ہے۔ان میں زندگی کے صرف ایک حصہ پر بحث ہوتی ہے، جس کا تعلق دنیا کی بے ثبات و چند ساعتوں کی محدود زندگی سے ہے۔ جبکہ حقیقت اور اصل زندگی ان کی نظروں سے یکسر اوجھل ہے اور ان کی یہی ایک خرابی ان کے ناممکن العمل ہونے کی کافی شہادت اور دلیل ہے۔(۱۰)

یہ بات ہر خاص و عام پر واضح ہے کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے۔ بلکہ پاکستان کا قیام ہی اسلام کے مرہون منت ہے اور اس کی بنیاد ہی کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر رکھی گئی ہے۔

کسی بھی مملکت کے استحکام کے لئے خصوصاً جبکہ وہ ایک نظریاتی مملکت ہو یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا نظم ونسق چلانے کے اصول وضوابط ہوں، طریقہ کار ہو اور واضح نظام حکومت و سلطنت ہو، اسلام نے اس سلسلے میں واضح احکامات بیان کئے ہیں۔ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مفصل ذکر فرمایا ہے ان کی روشنی میں کسی بھی اسلامی سلطنت کو استحکام ودوام عطا ہوسکتا ہے۔

استحکام کے اہم عوامل: استحکام حکومت کے ضمن میں جو عوامل بنیادی نوعیت کے حامل قرار دیئے جاسکتے ہیں انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ۱۔ داخلی، ۲۔ خارجی۔

داخلی عوامل: ریاستی استحکام میں بنیادی کردار ادا کرنے والے داخلی عوامل مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں، ان کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔باہمی اتحاد و تنازعات سے اجتناب، ۲۔نظام عدل و انصاف، ۳۔ملکی دفاع، ۴۔مساوات، ۵۔علاقائی عصبیت، ۶۔حدود وتعزیرات، ۷۔انسداد رشوت، ۸۔معاشی حالت، ۹۔فلاحی اور تعمیری نوعیت کے اقدامات۔

خارجی عوامل: کسی بھی ریاست کی تعمیر و ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اسے داخلی استحکام کے ساتھ ساتھ خارجی معاملات میں بھی استحکام حاصل ہو یہ استحکام بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہی حاصل ہوسکتا ہے اس لئے ہر اسلامی ریاست کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی بھی اسلامی تعلیمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و فرمودات کی روشنی میں مرتب کرے۔

خارجی استحکام کے لئے ضروری ہے کہ ریاست کے قرب و جوار میں موجود تمام مملکت کے ساتھ اچھے برادرانہ اور مساوات و انصاف پرمبنی تعلقات استوار کئے جائیں، خصوصاً ان ممالک کے ساتھ جن کے ساتھ ریاست کی سرحدیں ملتی ہیں۔

اسلام صلح جو اور امن پسند مذہب ہے۔ لیکن اگر کوئی گروہ، قوت یا حکومت امن کی زبان نہ سمجھے اور مسلسل محاذ آرائی، قتل و قتال سازشوں اور ریشہ دوانیوں پر آمادہ رہے تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ اس کے خلاف سخت ترین کارروائی کر کے علاقائی امن و سلامتی کو پہنچنے والے خطرات کا فوری سدباب کیا جائے اور جہاد کی راہ اختیار کی جائے ارشاد باری ہے:

وقاتلو هم حتى لاتكون فتنه ويكون الدينؐ للّٰه(11)

اور کافروں سے قتال کرو، حتیٰ کہ فتنہ (فساد) ختم ہوجائے اور (سارا) دین اللہ کے لئے ہوجائے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جہاں ایک طرف اسلامی ریاست کی توسیع و استحکام کے لئے مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں بسنے والے مختلف قبائل سے معاہدے کئے وہیں دوسری جانب علاقے میں وقتاً فوقتاً اٹھنے والی شورشوں اور سازشوں کا بھی فوری سدباب کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ بیرونی دنیا میں اسلام کی تبلیغ بھی نہایت ضروری ہے، کیونکہ جب آس پاس بسنے والے قبائل اور قومیں آغوش اسلام میں آجائیں گی تو اسلامی ریاست کے لئے بیرونی خطرات کم سے کم ہوجائیں گے اور کسی خطرے کی صورت میں دفاع بھی آسان ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے دعوت و تبلیغ پر بھی خاص توجہ مرکوز کی۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے

عرب کے اندرونی حصے تہامہ، حجاز اور نجد وغیرہ میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی پھر آپ ﷺ نے بیرونی علاقوں کی جانب توجہ مرکوز کی اور قرب وجوار کے سلاطین اور رؤساء کو دعوتِ اسلام دی۔ ان کی بااثر حیثیت کی وجہ سے ان کا اسلام قبول کر لینا ہزاروں لاکھوں افراد کے لئے اسلام قبول کرنے کی ترغیب فراہم کرتا تھا۔ حکمرانوں اور سلاطین کو آپ ﷺ کے ارسال کردہ خطوط بھی اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں۔ (۱۲)

لہٰذا آج ہمیں خصوصیت کے ساتھ وطن عزیز پاکستان کے خارجہ امور کا از سر نو جائزہ لینا ہوگا اور اسے مکمل طور پر اسلامی نظام حکومت کے مرتب کردہ خطوط پر استوار کرنا ہوگا تا کہ ہم عالمی دنیا میں اپنا صحیح مقام حاصل کر سکیں اور اپنے وجود کو منوا سکیں۔

اسلامی ریاست کا مقصد: ایک اسلامی ریاست صحیح معنوں میں اسی وقت مستحکم ہوسکتی ہے جب اس اسلامی مملکت کا مقصد معاشرے سے برائیاں ختم کر کے نیکی کو پھیلانا بھی ہو۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتو الزکوٰۃ و امرو بالمعروف ونھواعن المنکر ط وللّٰہ عاقبۃ الامور۔(۱۳)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم ملک پر تسلط بخشیں تو یہ لوگ نمازوں کو قائم کریں گے، نیک کاموں کا حکم دیں گے اور بری باتوں سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

اور اس آیت سے قبل فرمایا:

ولینصرن اللّٰہ من ینصرہ ط ان اللّٰہ لقوی عزیزO (۱۴)

اور اللہ تعالیٰ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی حمایت کرتا ہے، بیشک اللہ زبردست قوت والا ہے۔

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کی ترویج اور اس کی اشاعت کا کام کریں گے، اللہ تعالیٰ

بھی ان کی نصرت و مدد فرمائیں گے اور ان کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور فرما کر ان کی منزل کو قریب اور ان کا سفر آسان فرمادیں گے، پھر دوسری آیت میں ان لوگوں کی صفات کا ذکر فرمایا، جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے ہیں اس آیت میں ان کی چار صفات مذکور ہیں:

۱۔صلوٰۃ کا نظام قائم کرتے ہیں، ۲۔نظامِ زکوٰۃ قائم کرتے ہیں، ۳۔امر بالمعروف کا حکم دیتے ہیں، ۴۔نہی عن المنکر سے روکتے ہیں۔

درحقیقت کسی بھی اسلامی حکومت کی یہی چار اساس اور بنیادی ذمہ داریاں ہیں اور اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود انہی چار نکات میں مضمر ہے اور ان کے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور سماجی حقوق کا تحفظ انہی چار باتوں کے ذریعہ ممکن ہے، تو دنیا کے تمام مسائل خود بخود ختم ہو جائیں اور یہ جہنم زار دنیا جنت نظیر بن جائے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورۂ نور، آیت ۵۴
۲۔ لسان العرب، ۱۲/۱۴۳
۳۔ سورۂ الذاریت، آیت ۵۶
۴۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۲۱
۵۔ سورۂ احزاب، آیت ۲۱
۶۔ تفسیر ابن کثیر، ۳/۴۷۴
۷۔ سورۂ نساء، آیت ۱۱۵
۸۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۰۱
۹۔ سیرت النبی ﷺ، ۷/۳۲۲
۱۰۔ تعمیر شخصیت اور فلاح انسانیت، ص ۱۶
۱۱۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۹۳
۱۲۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ۔ ۲۰۲
۱۳۔ سورۂ حج، آیت ۴۱
۱۴۔ سورۂ الحج، آیت ۴۰